

# رسالۃ شہر ربیع الاول وَمَسُوؤَلَيْنَا

ماہ ربیع الاول کا پیغام اور ہماری ذمہ داریاں

مع  
تاریخ ولادت نبویؐ کا طالب علمانہ جائزہ

تالیف  
شاہ محمد زید الباری حفظہ اللہ

مقدمہ  
ڈاکٹر مفتی عصمت اللہ نعمانی حفظہ اللہ  
مدیر تحقیقات اسلامیہ پاکستان

# رسالة شهر ربيع الاول

## ومسؤوليتنا

ماہِ ربیع الاول کا پیغام اور ہماری ذمہ داریاں

مؤلف

شاہ محمد زید الباری

مقدمہ

ڈاکٹر مفتی عصمت اللہ نعمانی حفظہ اللہ



SARBAKAF.COM

سربکف پبلیکیشنز

# تفصیلات

نام	: رسالہ شہر ربیع الاول و مسوؤلیتنا (ماہ ربیع الاول کا پیغام اور ہماری ذمہ داریاں)
زبان	: اردو
مولف	: شاہ محمد زید الباری دامت برکاتہم
کمپوزنگ، سرورق	: شکیب احمد
ایڈیشن	: اول
سن اشاعت	: نومبر ۲۰۱۸ء / ربیع الاول ۱۴۴۰ھ
زمرہ	: ردِ فرق ضالہ
شائع کردہ	: سرکف پبلیکیشنز
ویب	: Sarbakaf.com
قیمت	: _____ روپے

تنبیہ: اس کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے سے پہلے ادارے سے اجازت لینا ضروری ہے۔

”سُرکف“ سے رابطہ

ای میل

SarbakafGroup@gmail.com

ویب سائٹ

www.sarbakaf.com

Publisher, Founder & Owner Shakeeb Ahmad published this book. All Rights Reserved.

# فہرست

۷	..... مقدمہ
۱۰	..... کلماتِ تشکر
۱۲	..... تمہید
۱۶	..... رسالۃ شہر ربیع الاول و مسوولیتنا
۱۶	ماہ ربیع الاول
۱۷	سرور کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں
۲۰	ماہِ ولادت؟
۲۲	تاریخِ ولادت؟
۲۷	وفات النبی ﷺ کی تاریخ
۲۹	محمد عربی ﷺ کا نسب مبارک
۳۰	حضور اکرم ﷺ کی سیرت و صورت
۳۴	آپ ﷺ کا جمال مبارک
۳۶	آپ ﷺ کا حلیہ مبارک
۳۷	آپ کے جسم کی خوبصورتی اور آپ کا حسن و جمال
۴۰	کیا ماہ ربیع الاول کی کوئی فضیلت قرآن و سنت سے ثابت ہے؟
۴۲	صحابہ کرام اور بدعات کا رد
۴۴	عید میلاد
۴۶	ربیع الاول میں کیا کیا جائے
۴۷	باغیوں کی قیامت کے دن حسرت
۴۸	محبت رسول کے چکدار ستارے
۴۹	ذات رسول ﷺ ہر شے سے محبوب
۵۱	ذات رسول ﷺ کی محبت کا ایک اور اندازہ

۵۲	ملاقات رسول کے لیے بے تابی
۵۴	اطاعت و اتباع رسول کے بے مثال واقعات
۵۸	حرمت شراب کی آیت نازل ہونے پر صحابہ کا شراب کو گلیوں میں بہا دینا
۵۹	حکم نبوی پر فوری صدقہ
۵۹	حکم رسول کو رد نہیں کیا جاسکتا
۶۰	حضور کی ناراضگی پر مگنی کا ارادہ ترک کرنا
۶۲	ماہ ربیع الاول اور ہماری ذمہ داریاں

## مولف کا مختصر تعارف (بقلم خود)

نام	شاہ محمد زید الباری
پیدائش	۲ ستمبر ۱۹۹۹ء
ولدیت	محمد رفیق شاہ
ساکن	قمر آباد، قمر واری، سری نگر، کشمیر۔
دینی تعلیم	متعلم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
مروجہ / عصری تعلیم	۱. میٹرک (اقر آپلک ہائی اسکول، کشمیر) ۲. انٹر (گورنمنٹ بوائز ہائر سیکنڈری اسکول، کشمیر) ۳. بی۔ اے (جاری)
رابطہ	9682502823
ای میل	Zaidalbari2410@gmail.com

## مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ، والصلوة والسلام علی من لا نبی بعدہ۔

اس بات میں کوئی دوسری رائے نہیں کہ یہ شامیانہ عالم سمٹنے کو ہے اور زمین صف لپٹنے کو، چاند تاروں کا یہ فانوس جو عالم کو بقیعہ نور بنائے ہوئے ہیں اور بے نور ہونے کو ہیں۔ زمانہ اپنی گردش میں تیزی سے اس انجام کی طرف بڑھ رہا ہے جس کی خبر نبی صادق مصدوق ﷺ نے کم و بیش ڈیڑھ ہزار سال قبل دی تھی اور اپنی ملت کو ایسے روشن راستے پر چھوڑا تھا جس کے دن تور و شن ہیں ہی راتیں نصف النہار سے زیادہ چمک دار ہیں۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی امت پر عظیم احسان ہے کہ جب بھی ان پر کوئی دشمن چاروں جانب سے ٹوٹ پڑتے ہیں، موت سر پر منڈلانے لگتی ہے، حکمران خوفزدہ، چاہلوس مرعوب اور دشمنوں کے کاسہ لیس ہو جاتے ہیں تو ایسے میں ان کی صفوں میں ان کے خوابوں کی ترجمانی اور ان کی پڑمردہ آرزوؤں کی نگہداشت کرنے والی کچھ

نفوسِ قدسیہ آنکلتی ہیں جو کتاب و سنت کے دشمنوں کے ارادے، ان کی تدبیروں اور ان کی چالوں کے واقف حال ہوتے ہیں اور یوں کھول کھول بتا دیتے ہیں کہ اب انکارِ حدیث کا تیر کسی اوٹ سے آئے گا؟ اب انکارِ قرآن کا حملہ کسی محاذ سے ہوگا، دشمن کس کی کمزوری کا فائدہ اٹھائے گا؟

امتِ مسلمہ کا دامن کبھی بھی ان نفوسِ قدسیہ سے خالی نہیں رہا۔ یہ وہ خوش نصیب قوم ہے کہ جس کے حکمران خواہ عیش و عشرت اور دادِ دہش میں مبتلا رہے ہوں، ان کی سپاہ بے شک حکمرانوں کے تحفظ اور غیر کی کاسہ لیس بن چکی ہوں، لیکن ان کی خاستر میں ہمیشہ ایسی چنگاریاں سلگتی رہتی ہیں جس سے امت کے جذبوں کی راکھ میں پھر حرارت پیدا ہوتی ہے اور وہ مکمل راکھ ہونے سے بچ جاتی ہے۔ آج بھی جہاں واضعین حدیث پورے جوش و خروش سے اسلام اور امتِ مسلمہ کے خلاف اپنے اوجھے ہتھکنڈوں میں مصروف عمل ہیں تو وہاں یہ نفوسِ قدسیہ امتِ مسلمہ کا ہر جانب سے اپنے تحقیق میں راولیوں پر جرح و تعدیل کے ذریعہ دفاع کرنے میں برسرِ پیکار ہیں۔

مادرِ ربیع الاول کے سلسلے میں دقیق اور عمیق طریقہ سے جانچنا اور پھر حالات کے غیر موافق ہونے کے باوجود اس کو امتِ مسلمہ کے سامنے کھول کھول کر بتا دینا ہر کسی کے بس کی بات نہیں بلکہ اس کے لئے ایک ایسی شخصیت کا ہونا ضروری ہے جو روحانی طاقت کے ساتھ ساتھ دینی علوم و عصری فنون سمیت حالاتِ حاضرہ سے مکمل واقفیت رکھتی ہو۔

محترم دوست "شاہ محمد زید الباری صاحب" مدرسہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کا ایک طالب العلم ہے



لیکن میرے خیال میں ایسی کمسنی میں صاحب مطالعہ طالب العلم کی مثال علمی دنیا میں شاید لہلہا گئے ہوں گے۔ محترم دوست کی محنت شاقہ کا اندازہ ان کے اس زمانہ طالب علمی سے لگایا جاسکتا ہے کہ انہوں نے اس دقیق موضوع کو زیر قلم لایا ہے۔ اللہ ان کو مزید خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

محترم دوست کی تالیف ”شہر ربیع الاول و مسؤولیتا“ کیا ہے؟ وہ تو پورے رسالہ کے مطالعہ کرنے سے آپ کو پتہ چل سکے گا لیکن ہاں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ یہ بہت ہی عرق ریزی سے اور دیانتدارانہ تحقیق سے لکھا ہوا ایک مختصر اور مفید رسالہ ہے۔ عصر حاضر میں ایسی عمدہ، سہل الفہم اور ساتھ میں تحقیقی کتاب شاید ہی کوئی ہو۔

عاجز کی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے رسالہ کو فاضل مصنف کو پوری امت مسلمہ کی طرف سے جزائے خیر عطاء فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین۔

احقر العباد

عصمت اللہ نعمانی العلوی (مفتی، ڈاکٹر)

مدیر ادارہ تحقیقات اسلامیہ، ومسئول سہ ماہی مجلہ تحقیقات اسلامیہ

جدید ہنجل بنوں پاکستان، ربیع الاول ۱۴۴۰ھ

## کلماتِ شکر

بندہ عاجز سب سے پہلے اپنے رب کائنات کا بہت شکر گزار ہے جس نے اس بندے پر اپنا خاص کرم کا معاملہ فرمایا، مجھ کو کچھ لکھنے پڑھنے کی توفیق عطا کی اور علوم نبوت کے حصول کے لئے دنیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی (Islamic University) ندوۃ العلماء میں میرا انتخاب کیا۔ اللہ اس علم کو میرے لئے نافع بنادے اور آخرت میں جہنم سے خلاصی کا ذریعہ بنادے۔

اس کے بعد میں بہت مشکور ہوں اپنے والدین کا جنہوں نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر اپنے اکلوتے لخت جگر کو خود سے اتنی دور علم دین کے حصول کے لئے بھیج دیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا کرے، ان کی عمر میں اللہ برکت عطا کرے اور خاکسار کو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنادے۔

ان تمام اساتذہ کا بھی بے حد شکر گزار ہوں جن کا میری تربیت میں ہاتھ ہے۔ ان میں ہمارے مربی ”فضیلۃ الشیخ محمد ناصر خالق ندوی حفظہ اللہ“ ہیں۔ آپ کا شمار میرے اولین اساتذہ میں ہوتا ہے۔ عاجز کی عملی طور پر حوصلہ افزائی میں آپ کا بڑا کردار ہے۔ میں آپ کا تمام عمر احسان مند

رہوں گا۔ ساتھ ہی اس عظیم جگہ یعنی ندوۃ العلماء کا بہت مشکور ہوں کہ اس عظیم علمی باغ نے میرے اندر ذوقِ علم و مطالعہ میں اضافہ کیا۔ اللہ اس کے تمام بانیوں اور اساتذہ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

آخر میں اپنے دوست عزیز استاد ڈاکٹر مفتی عصمت اللہ نعمانی حفظہ اللہ

PhD in Prophetic Tradition (HADITH) & Researcher in Pakistan

کا بے حد مشکور ہوں انھوں نے اپنے قیمتی وقت میں سے میرے اس رسالے پر مقدمہ لکھ دیا جو بہت ہی مفید ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ اللہ اس رسالے کو امت کے لئے نافع بنائے اور اس حقیر کاوش کو قبول کرے آمین۔

(مولف)

بِسْمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمہید

نحمدہ و نصلی علی رسول الکریم اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے کائنات کو تخلیق کر کے اس میں بے شمار مخلوقات کو بسا دیا اور ان ہی مخلوقات میں سے جس کو اشرف المخلوقات کا لقب ملا وہ مخلوق انسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو ایک خاص مقصد کے تحت تخلیق کیا اور اس دنیا میں اس کو اسی مقصد کی تکمیل کے لئے بھیج دیا۔ وہ مقصد کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اس کو قطعی آیت سے پورا واضح فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

اور ہم نے انسان اور جنات کو اس لیے تخلیق کیا تاکہ وہ ہماری عبادت کریں۔

(سورہ ذاریات: ۵۱)

یہ تھا وہ عظیم مقصد کس کے تحت اللہ تعالیٰ نے انسانیت کو بنایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی کے احکام اور طور طریقوں کی تعلیم کے لئے ہر امت میں اپنی قاصد بھیج دیے جنہیں ہم انبیاء اور

رسل کے لقب سے جانتے ہیں۔ پھر وقت در وقت ان عظیم ہستیوں نے ہم تک اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پہنچایا تاکہ جس مقصد کے لئے ہم کو پیدا کیا گیا ہے اس مقصد میں ہم کامیاب و کامران ہو جائیں۔

انہیں عظیم ہستیوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب، آپ کے اور ہمارے دلوں کے سرور، سرورِ کائنات سید الاولین والآخرین جناب محمد عربی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو مبعوث فرمایا اور امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان کیا۔ اسی احسان کو قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ

بے شک اللہ تعالیٰ نے مومنین پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان میں سے ایک رسول بھیج دیا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کو تلاوت کرے، انہیں پاک و صاف بنائے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے جب کہ یہ لوگ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔

(آل عمران: ۱۶۴)

سورۃ الجمعہ میں آپ علیہ السلام کی بعثت کو اسی طرز پر مکرر بیان فرمایا:

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

یہ ان کے سامنے ان آیتوں کو تلاوت کرے اور ان کو پاک و صاف کرے۔

(الجمعة: ۲)

پھر فرمایا

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ

ہم نے آپ کو جہان والوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

(انبیاء: ۱۰۷)

اس محسن انسانیت اور غنخوار نبی ﷺ کی مبارک تشریف آوری ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔ اس مبارک مہینے کے تحت بندہ ناچیز نے اس مختصر رسالے میں چند پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے کہ اس مہینے کا اصل مقصد کیا ہے؟ یہ مبارک مہینہ امت مسلمہ کو کیا پیغام دیتا ہے؟

یہ موضوع تو اپنی جگہ بڑی وسعت رکھتا ہے لیکن ہم اس میں مختصر طور پر امت مسلمہ کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ اصل میں اس مہینے کا مطالبہ اُس عظیم مقصد کی یاد دہانی ہے اور شرک و بدعت سے دور رہنے کی دعوت ہے۔

اس مختصر رسالے میں ہم نے ماہ ربیع الاول کی مناسبت سے جناب محمد ﷺ کی ولادت آپ کے کردار یعنی سیرت و صورت، اور اصل اطاعت خدا اور اطاعت رسول پر روشنی ڈالی ہے۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ اس مہینے کے حوالے سے ہمارے معاشرے میں بہت ساری خرابیاں اب ایجاد ہو چکی ہیں۔ ہدایت کے بجائے لوگ گمراہی کی طرف دوڑے جا رہے ہیں۔ اس مہینے کی بدعات و منکرات پر تو اس مختصر رسالے میں مفصل روشنی ڈالنے کی گنجائش تو نہیں لیکن بندہ عاجز کا

ارادہ ہے کہ آئندہ ایک مفصل کتاب میں ان بدعات و منکرات کا پوری طرح میزانِ شریعت کی روشنی میں جائزہ لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوشش میں اخلاص اور قبولیت کا شرف بخشے اور قال اللہ و قال رسول کے دائرے میں زندگی گزارنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

العبد

شاہ محمد زید الباری

# رسالة شهر ربيع الاول ومسؤوليتنا

## ماہ ربیع الاول

یہ مقدس مہینہ اسلامی مہینوں میں سے تیسرا مہینہ ہے۔ عربی لغت کے مطابق اس کے معنی ہیں پہلا موسم بہار۔

ربیع۔ موسم بہار  
اول۔ پہلا

(دیکھئے المنجد، مصباح اللغات)

چونکہ عربوں کے ہاں یہ مہینہ بہار کا پہلا مہینہ قرار پایا تھا اسی نسبت سے اسے ربیع الاول کہا گیا۔ اسی مناسبت سے دوسرا مہینہ ربیع الثانی یعنی دوسرا بہار کا موسم کہلایا۔

ربیع الاول موسم بہار کا ابتدائی زمانہ ہوتا ہے جس میں کلیاں اور پھول کھلتے ہیں۔

دوسرا موسم بہار کا وہ زمانہ ہوتا ہے جس میں پھل پک جاتے ہیں۔ یہ ربیع الثانی کہلاتا ہے۔



# سرور کائنات ﷺ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں

اسی بہار کے موسم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے اور پیغمبر ﷺ کو اس دنیا میں بھیجا۔ آپ کی مبارک ولادت اسی مہینے میں پیر کے دن ہوئی اور آپ کا وصال بھی پیر کے دن ہوا۔ چنانچہ

۱۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ؛ فَقَالَ فِيهِ وَلِدْتُ وَفِيهِ اُنْزِلَ عَلَيَّ

رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی دن میری ولادت ہوئی ہے اور اسی دن مجھ پر وحی نازل کی گئی۔

(مسند احمد حدیث نمبر ۲۲۵۶۰، اسنادہ صحیح)

اسی طرح کی روایت مسلم شریف میں بھی ہے۔

(حدیث نمبر ۱۹۷، کتاب الصیام)

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

وُلِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَأُنْزِلَ عَلَيْهِ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ، وَمَاتَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ۔

رسول اللہ ﷺ پیر کے روز پیدا ہوئے، پیر ہی کے روز ان پر (پہلی) وحی نازل ہوئی اور پیر ہی کے روز آپ کا انتقال ہوا۔

(المجم الكبير، لطبرانی، حدیث نمبر: ۱۱۲۳)

اور اس بات پر جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں ہوئی اور اسی سال میں ہوئی جس سال عام الفیل کا واقعہ پیش آیا یعنی جس سال بادشاہ ابرہہ نے بیت اللہ (خانہ کعبہ) کو مندرہم کرنے کی کوشش کی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ادنیٰ اور کمزور مخلوق یعنی پرندوں کی ایک فوج کو، جس کا نام ابابیل تھا، کعبہ کے دفاع کے لئے بھیجا اور اس سال کا نام عام الفیل پڑ گیا۔ آپ ﷺ کی ولادت بھی اسی سال ہوئی۔

اس سلسلے میں اقوال صحابہ موجود ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

وُلِدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عام الفيل

رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں ہوئی۔

(المجم الكبير، لطبرانی، حدیث نمبر: ۱۲۳۳۲)

یہی روایت مستدرک الحاکم میں بھی ہے۔

○ امام حاکم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر ہے۔

(مستدرک الحاکم حدیث نمبر ۴۱۴۸)

○ امام ذہبی رحمۃ اللہ نے حاکم کی تلخیص میں لکھا کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے۔

○ امام نور الدین اہلیشعی رحمۃ اللہ نے فرمایا ان کے رجال ثقہ ہیں۔

(مجمع الزوائد ج: ۱ ص: ۱۹۶)

دلائل النبوة للبیہقی میں بھی اس طرح کے اقوال ملتے ہیں۔

اس کے علاوہ مشہور مورخین نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔

۱۔ مورخ خلیفہ بن خیاط رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

وَالْمَجْتَمَعُ عَلَيْهِ عَامُ الْفِيلِ

آپ ﷺ کا سن ولادت عام الفیل ہے اور اس پر اجماع ہے۔

(تاریخ خلیفہ صفحہ ۱۴)

۲۔ ابو عمرو بن عبد البر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

وَلَا خِلَافَ أَنَّهُ وُلِدَ عَامُ الْفِيلِ

اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ آپ کا سن ولادت عام الفیل ہے۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۱/۱۲۸)

یہی بات علامہ ابن قیم نے بھی زاد المعاد میں فرمائی ہے۔

## ماہ ولادت؟

آپ ﷺ کا ماہ ولادت کے متعلق مشہور ہے کہ آپ ماہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے اور اس پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں ہوئی ہے، یہی بات لوگوں میں زیادہ معروف ہے حتیٰ کہ ابن جوزی بھی کہا ہے کہ اس پر اتفاق ہے تاہم یہ جمہور کا قول ہے۔

(لطائف المعارف صفحہ ۱۸۴)

۲۔ مشہور مورخ و مفسر حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ثُمَّ الْجَمْعُ هُوَ عَلَى أَنَّ ذَلِكَ كَانَ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ

جمہور اس بات پر ہے کہ آپ کا ماہ ولادت ربیع الاول ہے۔

(البدایہ والنہایہ ۳/۳)

۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

فَعَلَى صَحِيحِ الْمَشْهُورِ أَنَّ مَوْلَدَهُ شَهْرُ رَبِيعِ الْأَوَّلِ

آپ ﷺ کی ولادت باسعادت کے متعلق صحیح اور مشہور یہ ہے کہ ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی۔

(فتح الباری ج: ۷ ص: ۲۰۷)

۴۔ امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وَاتَّفَقُوا أَنَّهُ وَلِدَ يَوْمَ الْأَثْنَيْنِ فِي شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ وَتَوَفَّى فِي يَوْمِ الْأَثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ

اہل علم کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے دن ہوئی اور آپ ﷺ کی وفات بھی ربیع الاول کے مہینے میں پیر کے دن ہوئی۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب الفضائل)

۵۔ حافظ عبدالرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ ابن جوزی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

قال ابن الجوزي في التلقيح: اتفقوا على أن رسول الله صلى الله عليه وسلم ولد يوم الاثنين في شهر ربيع الأول

ابن جوزی نے فرمایا، اس پر اتفاق ہے کہ آپ ﷺ پیر کے روز ربیع الاول کے مہینے میں پیدا ہوئے۔

(تحفۃ الاحوذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی میلاد النبی ﷺ)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ تمام سیرت نگار اور مورخین اسلام نے اسی کو رائج قرار دیا کہ آپ علیہ السلام کی ولادت باسعادت ربیع الاول کو پیر کے روز ہوئی۔ بلکہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر اجماع بھی نقل فرمایا ہے تو یہ بات روشن چراغ کی طرح واضح ہو گئی۔

## تاریخ ولادت؟

رہی بات اس کی کہ ماہ ربیع الاول کی کس تاریخ میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تو اس بات میں علماء کے نزدیک اختلاف ہے۔

اس بارے میں بعض مؤرخین علماء نے لکھا کہ آپ ﷺ دو<sup>۲</sup>/ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

بعض نے لکھا آٹھ<sup>۷</sup>/تاریخ...

بعض نے لکھا دس<sup>۱۰</sup>/تاریخ...

اور بعض کے نزدیک بارہویں<sup>۱۲</sup>/تاریخ تھی۔

یہ بحث علامہ نووی نے تہذیب الاسماء والغات میں بیان کی ہے۔

اس ضمن میں یہاں علماء کے چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔

## ۱۲، ربیع الاول

۱۔ علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

والمشہور الذی علیہ الجمهور انه ولد یوم الاثنين ثانی عشر ربیع الاول، وهو قول ابن اسحاق وغیرہ

جمہور کا قول مشہور ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت سوموار کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی یہ قول ابن اسحاق وغیرہ کا ہے۔

(طائف المعارف صفحہ ۱۸۵)

۲۔ علامہ محمد ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنين لاشتی عشرة لیلة خلت من شهر ربیع الاول عام الفیل

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت بروز سوموار ۱۲ ربیع الاول عام الفیل میں ہوئی۔

(سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۱۵۸)

## ۸، ربیع الاول

دوسرا قول یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت ۸ ربیع الاول کو ہوئی۔

۱۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کی تاریخ ولادت ۸ ربیع الاول ہے یا قول حمیدی نے ابن حزم سے نقل کیا نیز امام مالک عقیل اور یونس بن یزید نے بھی یہی قول امام زہری سے اور انہوں نے محمد بن جبیر بن مطعم سے بیان کیا ہے۔ حافظ شبیر محمد بن موسیٰ الخوارزمی نوی اس فعل کو قطعی قرار دیا ہے اور کتاب "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" میں حافظ ابو الخطاب بن دحیہ نے بھی اسی قول کو رائج قرار دیا ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج: ۳ ص: ۳۱)

۲۔ امام ابن عبد البر رحمۃ اللہ لکھتے ہیں

قال الخوارزمي: وولد رسول الله بعد ذلك لنجمين يوسا يوم الاثنين لثمان حلت من ربيع الاول، وذلك يوم عشرين من نيسان

(الاستيعاب ج: ۱ ص: ۱۳۷)

۳۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن سلامہ القضاہ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں۔

وزعم اصحاب النرج انه ولد ليلة الاثنين لثمان خلون من شهر ربيع الاول بعد قدوم الفيل لنجمين يوسا

اصحاب فلکیات کا دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ سوموار کی رات آٹھ ربیع الاول واقعہ فیل کے ۵۰ دن بعد پیدا ہوئے۔



(تاریخ القضاء ص: ۴۷)

۴۔ مطہر بن طاہر المقدسی لکھتے ہیں

كان مولده يوم الاثنين لثمانى ليال خلون من ربيع الاول

آپ ﷺ بروز سوموار ۸ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

(البدء والتاریخ ۱/۲۲۵)

۵۔ امام محمد بن یوسف شامی فرماتے ہیں

ونقل ابو عمر عن اصحاب النريج انهم هؤذور محبة ابن دحية وقال الحافظ انه مقتضى  
اکثر الاخبار

ایک قول میں ۸ ربیع الاول ہے جس کو ابو عمر نے ریاضی دانوں اور تاریخ دانوں  
سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور ابن دحیہ نے بھی اسی  
کو رائج قرار دیا ہے اور حافظ نے فرمایا کہ اکثر روایات کا بھی تقاضا یہی ہے۔

(سہل الہدیٰ والرشاد، باب فی مولدہ ومکانہ)

۶۔ شیخ محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ولادت باسعادت کی تاریخ کے بارے میں مشہور قول تو یہ ہے کہ حضور پر نور  
ﷺ بارہ ربیع الاول کو پیدا ہوئے لیکن جمہور محدثین اور مورخین کے نزدیک  
رائج اور مختار اور یہ ہے کہ حضور علیہ السلام ۸ ربیع الاول کو پیدا ہوئے۔

۷۔ مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی نے اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں

آنحضرت ﷺ کی ولادت ۸ ربیع الاول کو اور وفات ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔

(فتاویٰ رضویہ ج: ۲۶، ص: ۴۱۲)

## ۹، ربیع الاول

اس کے علاوہ یہ قول کہ آپ علیہ السلام کی پیدائش ۹ ربیع الاول کو ہوئی، یہ بعض مؤرخین نے لکھا ہے جن کے ہم صرف نام اور کتب کا حوالہ دے رہے ہیں۔

۱۔ مولانا اکبر شاہ نجیب آبادی (تاریخ اسلام ج: ۱، ص: ۷۶)

۲۔ مولانا معین الدین ندوی رحمہ اللہ (تاریخ اسلام ج: ۱، ص: ۲۵)

۳۔ علامہ شبلی نعمانی سید سلیمان ندوی (سیرۃ النبی ج: ۱، ص: ۳۵)

۴۔ قاضی سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ (رحمت اللعالمین ج: ۱، ص: ۳۵)

۵۔ مولانا صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ (الرحیق المختوم ص: ۸۳)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس بارے میں علماء میں بہت اختلاف ہے اور اگرچہ بعض نے ۱۲ ربیع الاول کو صحیح اور احسن بتایا ہے مگر اکثر حضرات کے نزدیک روایت اور درایت کے اعتبار سے بہتر قول ۸ ربیع الاول کا ہے جن کے دلائل مع حوالہ جات ہم نے اوپر نقل کیے ہیں۔

## وفات النبی ﷺ کی تاریخ

اس سلسلے میں بھی بہت اختلافات ہیں۔ ان دو آیات کے مطابق مہینہ تورِجِ الاول ہی کا ہے مگر تاریخیں مختلف ہیں۔ محققین نے اس بارے میں لمبی بحثیں کی ہیں جو کتب میں مذکور ہیں۔

انہوں نے حجۃ الوداع میں وقوفِ عرفہ کی تاریخ سے حساب لگایا ہے۔ ہم مختصر طور پر یہاں دو حوالے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ امام ابو القاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ سہیلی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لمبی بحث کی ہے جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات، پیر کے روز ہوئی جس کو ابنِ قتیبہ نے معارف میں ذکر کیا ہے۔ تمام حضرات نے رَجَبِ الاول میں وفات پر اتفاق کیا ہے مگر ان سب نے یا اکثر نے رَجَبِ الاول کی بارہ تاریخ کو تاریخِ وفات قرار دیا ہے۔

آگے پھر لکھتے ہیں: اور رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بارے میں صحیح تاریخ ۱۲، یا ۱۳، یا ۱۴، یا ۱۵ رَجَبِ الاول ہے۔

آخر میں لکھتے ہیں کہ میں نے خوارزمی کا یہ قول دیکھا ہے کہ نبی علیہ السلام کی وفات رَجَبِ الاول کی یکم تاریخ کو ہوئی۔

(بحوالہ الروض الانف للسہیلی ج: ۵ ص: ۲۰۰)

۲۔ اسی طرح دلائل النبوة میں امام بیہقی نے لکھا

آپ ﷺ نے ۲ ربیع الاول کو پیر کے دن وفات پائی۔

(دلائل نبوة حدیث نمبر ۳۱۷۹)

اس کے باوجود جن علماء نے ۱۲ ربیع الاول کو بطور تاریخ وفات بیان کیا ہے ان کے اسماء حسب ذیل ہیں۔

- ۱۔ علامہ ابن سعد رحمہ اللہ (طبقات ابن سعد ج: ۲ ص: ۲۷۲)
- ۲۔ امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (تاریخ اسلام از ذہبی ص: ۵۶۹)
- ۳۔ امام ابن کثیر رحمہ اللہ (البدایہ والنہایہ ج: ۵ ص: ۲۵۵)
- ۴۔ امام نووی رحمہ اللہ (شرح مسلم ج: ۱۵ ص: ۱۰۰)
- ۵۔ علامہ صفی الرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ (الرحیق المختوم ص: ۲۳۰)

الغرض ان حوالہ جات سے معلوم ہو گیا کہ اس دن کے بارے میں بھی اختلاف ہیں۔ اگرچہ مشہور مورخین نے ۱۲ ربیع الاول کو ہی رائج قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب اصل مقصد کی طرف ہم لوٹتے ہیں اور محبوب کائنات ﷺ کا نسب اور ولادت سے پہلے کے حالات مختصر طور پر بیان کرتے ہیں۔

## محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مطہر تمام دنیا سے زیادہ شریف اور پاک ہے۔ آپ علیہ السلام کے خاندان کی شرافت کی گواہی دشمن تک دیتے رہے ہیں۔ چنانچہ ابوسفیان نے شاہِ روم کے سامنے اس کی گواہی دی کہ ان کے قبیلے تمام قبیلوں سے زیادہ باوقار اور ان کے آباء و اجداد تمام لوگوں سے زیادہ شریف ہیں۔

(زاد المعاد، ج: ۱، ص: ۹۳)

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک والد ماجد کی طرف سے

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان... من ولد اسماعیل علیہ السلام۔

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام، تابعین اور جمہور علماء کی یہی تحقیق ہے۔

(زاد المعاد، ج: ۱، ص: ۹۳)

مفتی شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

یہاں تک (یعنی عدنان تک) اس نسب پر اجماع ہے۔

(سیرت خاتم الانبیاء ص: ۲۷)

## والدہ ماجدہ کی طرف سے نسب

محمد بن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب۔

(سیرت خاتم الانبیاء ص: ۲۸)

اس عظیم ماہ کی نسبت سے ہم یہاں اس عظیم اور محسن انسانیت شخصیت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و صورت پر مختصر روشنی ڈالیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اور ہمارے رہبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو کون اوصاف سے نوازا ہے۔ یہ موضوع تو اپنی جگہ ایک بہت بڑی جامعیت رکھتا ہے اور اس پر سیرت تاریخ اور شمائل کی کتابوں کے ورق ورق چمکتے نظر آ رہے ہیں، تاہم یہاں قارئین کے سامنے کچھ خصائل پیش کرتے ہیں پھر ان شاء اللہ ماہ ربیع الاول میں کیا کرنے کے کام ہیں اور یہ ماہ ہم سے کیا مطالبہ کرتا ہے اس پر روشنی ڈالیں گے۔

## حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و صورت

اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوبصورتی اور خوب سیرتی دونوں اوصاف عطا فرمائے تھے۔ آپ کا ظاہر اور باطن بے مثال تھا۔

باطن کی اسی شفافیت پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا تھا، ہم نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا۔

اس رحمت کے جلوے سیرت و تاریخ میں بہت کثرت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

۱۔ آپ کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی اللہ نے قرآن میں دی۔

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ

یا رسول اللہ ﷺ آپ اخلاق کے اعلیٰ درجے پر فائز ہیں۔

(سورہ القلم: ۴)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا۔

رسول اللہ ﷺ خوش خلقی میں سب لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے۔<sup>۱</sup>

(ترمذی حدیث نمبر ۲۰۱۵)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ

میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں دس سال رہا آپ نے مجھے کبھی اس تک نہیں کہا کہ یہ کام کیوں کیا اور یہ کیوں نہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے اعتبار سے تمام انسانوں میں سے بہتر تھے۔

(سنن ترمذی ج: ۳ حدیث نمبر: ۲۰۱۰)

یہ حدیث صحیح ہے۔

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معلوم کیا گیا کہ آپ ﷺ کے اخلاق کیسے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ

كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ، أَمَا تَقْرَأُ الْقُرْآنَ، قَوْلَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ "وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ"

آپ ﷺ کے اخلاق قرآن مجید کا عملی نمونہ تھے۔ کیا تم نے قرآن میں اللہ عزوجل کا یہ ارشاد نہیں پڑھا، "بے شک (اے رسول اللہ) آپ حسن اخلاق کے بڑے رتبے پر ہیں۔" سورہ قلم: ۴

(مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۴۶۰۱)

یہ حدیث صحیح ہے۔

آنحضرت ﷺ کی پوری زندگی اعلیٰ اخلاق کا چلتا پھرتا نمونہ تھی۔ گھر میں معاشرے میں غزوات میں معاہدوں میں ہر جگہ آپ ﷺ کے اخلاق اعلیٰ پائے گئے۔ آپ ﷺ بہت نرم طبیعت بھی تھے اور معاف کرنا درگزر کرنا آپ کو پسند تھا تاریخ کے دردناک واقعات گواہ ہیں کہ ہمارے محبوب، اللہ کے لاڈلے نبی کو کفار مکہ نے کس طرح تکالیف دیں اور کس طرح آپ کے اہل خانہ اور آپ کے اصحاب کو ستایا جاتا تھا۔

حتیٰ کہ صحابہ کرام شکایت لے کر آتے تھے کہ یا رسول اللہ! اللہ سے ہمارے لیے دعا کیجئے کہ اللہ ان ظالموں کو تباہ کر دے۔ تو اس پر آپ کے اور ہمارے نبی ﷺ یہ جواب دیتے کہ اس سے پہلے انبیاء کو اور ان کے اصحاب کو اس سے زیادہ تکالیف جھیلنی پڑی ہیں۔



قربان جاؤں ایسی محبت پر۔ پروفیسر اقبال عظیم نے کیا سچی ترجمانی کی ہے۔

جو عاصی کو دامن میں اپنی چھپا لے، جو دشمن کو بھی زخم کھا کر دعا دے  
اسے اور کیا نام دے گا زمانہ وہ رحمت نہیں ہے تو پھر اور کیا ہے

اس محسنِ انسانیت کا ہم مثل پوری کائنات میں کہیں نہیں ملے گا۔ یہاں تک کہ آپ کو کئی بار قتل  
کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے آپ کی حفاظت فرمائی۔ اس کے  
باوجود آپ نے قتل کی کوشش کرنے والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔

آئیے! میں غزوہ غطفان میں آپ ﷺ کے خلق عظیم کا معجزہ دیکھیے۔

ساڑھے چار سو (۴۵۰) آدمیوں کو لے کر دعثور بن حارث محاربِ مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے  
چلا۔ آنحضرت اپنے جانثاروں کے ساتھ تشریف لے گئے انہوں نے مسلمانوں کو دیکھ کر پناہ لی  
اور بھاگ گئے تو آقائے نامدار میدان سے واپس آگئے۔ اتفاقاً بارش ہو رہی تھی تو آپ کے کپڑے  
بھیک گئے اور آپ نے ان کو سکھانے کے لیے پیڑ پر رکھ دیا اور خود اس کے سائے میں لیٹ  
گئے۔

دعثور پہاڑ کے اوپر سے دیکھ رہا تھا جب اس نے دیکھا کہ آپ آرام فرمانے لگے ہیں تو سیدھے آپ  
کے سرہانے پہنچا اور تلوار کھینچ کر سامنے آیا اور کہا ”اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا؟“  
رسول اکرمؐ نے فرمایا ”اللہ!“

اس کو سنتے ہی وہ کانپ گیا اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ اب نبی کریم ﷺ نے تلوار اٹھائی

اور پوچھا، ”تم بتاؤ۔۔۔ اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا؟“

وہ جواباً کہنے لگا کہ کوئی نہیں۔

نبی کریم ﷺ کو اس کی بیچارگی پر رحم آگیا اور اسے معاف فرما کر چھوڑ دیا۔

(سیرت معلطائی ص: ۴۱، بحوالہ سیرت خاتم الانبیاء، ص: ۱۲۳)

یہ ہے اخلاق و محبت اور رحم دلی کا ثبوت۔ اس کے علاوہ سیرت و تاریخ کی کتب میں اس سے بھی زیادہ دلدوز واقعات منقول ہیں۔ آپ کی تعریف کا حق کس سے ادا ہوا ہے جو ہم کر پائیں۔ آخر میں یہی کہیں گے

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

## آپ ﷺ کا جمال مبارک

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے جسم اطہر اور آپ کے عادات و حرکات بھی خوب صورت بنائے تھے اور اس پر امام محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی شاہکار تصنیف شمائل محمدیہ بہت مشہور ہے۔ مصنف نے نبی علیہ السلام کے عادات مبارکہ، مزاج، رنگ و جمال، غرضیکہ تمام خصوصیات کو احسن طریقہ سے بیان کیا ہے۔

اس کتاب کے حوالے کے علاوہ دیگر کتب احادیث سے بھی ہم یہاں پر چند احادیث بیان کرتے

ہیں جو آپ ﷺ کے جمال کی عکاسی کرتی ہیں۔

نبی کے جو شمائل کا بیاں ہے  
محبوں کے لئے آرام جاں ہے  
زبان ہند میں ان کو سناؤں  
رلاؤں عاشقوں کو اور ہنساؤں

آپ ﷺ کے شمائل کا بیان سیرت نگاری میں اپنی کتب میں ایک مفصل باب میں بیان کیا۔ ان سیرت نگار مصنفین نے اپنی سیرت کی کتب اس وقت تک نامکمل مانا ہے جب تک کہ آپ کے شمائل کو بیان نہ کریں۔ جہاں آپ کی عظمت و رفعت بیان ہوگی وہاں وہ آپ کی صفت جلیلہ بھی ضرور بیان ہوگی۔

شیخ احمد جواد الدومی رحمۃ اللہ علیہ جو شمائل کے شارحین میں سے ایک ہیں، الاتحاف الربانیہ بشرح شمائل المحمدیہ میں لکھتے ہیں کہ

نبی اکرم ﷺ کی صفات جلیلہ کی معرفت آپ علیہ السلام کی عظمت و شان کی معرفت کا ذریعہ ہے۔ اور آپ کی عظمت تعظیم شریعت کا اور تعظیم شریعت عمل کا ہر عمل سعادت عملی کا وسیلہ ہے۔

(الاتحاف الربانیہ ص: ۱۸)

آپ ﷺ کے طور طریقے اتنے مبارک ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کی صبح تک اولاد آدم کے

لئے ان طریقوں کو سب سے بہتر قرار دے دیا۔

اللہ تعالیٰ نے صاف فرمایا

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لئے بہترین طریقہ محمد ﷺ کا طریقہ ہے۔

(الاحزاب: ۲۱)

## آپ ﷺ کا حلیہ مبارک

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نہ تو بہت زیادہ دراز قامت تھے اور نہ ہی بہت پست قامت تھے۔ رنگ ان بہت زیادہ سفید تھا نہ ہی زیادہ گندمی بال نہ زیادہ گھنگریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں منصب نبوت سے سرفراز فرمایا۔ آپ دس سال مکہ معظمہ میں اور دس سال ہی مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے۔ ۶۰ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی جب کہ آپ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں بیس بال بھی سفید نہ تھے۔<sup>۲</sup>

نوٹ: داڑھی مبارک کے بارے میں صحابہ کے کچھ اقوال ملتے ہیں کہ آپ صلی علیہ وسلم کی داڑھی مبارک میں صرف چند بال سفید تھے دلائل النبوة للبیہقی میں صحابہ سے یہ بات ملتی ہے کہ نبی اکرم

ﷺ کے صرف بیس بال اس جگہ یعنی نچلے ہونٹ والی جگہ سفید ہوئے تھے۔

(دلائل النبوة ج: ۱ ص: ۱۸۸)

## آپ کے جسم کی خوبصورتی اور آپ کا حسن و جمال

اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ کو معنوی اخلاقی اور صفاتی حسن سے مالا مال فرمایا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظاہری جسمانی حسن سے بھرپور نوازا تھا۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ

كَانَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَأَحْسَنَهُ خَلْقَهُ

چہرے کے لحاظ سے آپ ﷺ بہت خوبصورت تھے اور اخلاق و کردار کے لحاظ سے بھی بہت اچھے اور حسین تھے۔

(بخاری، کتاب المناقب حدیث نمبر ۳۵۴۹)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

مَا رَأَيْتُ شَيْئًا فَقَطَّ أَحْسَنَ مِنْهُ

میں نے آپ ﷺ سے زیادہ خوبصورت چیز کوئی نہیں دیکھی۔

(الشمائل ص: ۷۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

بَحِيلٌ ذَوَائِرُ الْوَجْهِ قَدْ مَلَأَتْ لَحْيَتَهُ مِنْ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ حَتَّى كَادَتْ يَهْلُ نُحْرَهُ

(طبقات ابن سعد، ج: ۱، ص: ۴۱۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

مَا رَأَيْتُ أَحْسَنَ رَسُولَ اللَّهِ كَانَ الشَّمْسُ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی خوبصورت کو نہیں دیکھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے آپ کی پیشانی میں سورج چل رہا ہو۔

(مسند احمد ج: ۶، ص: ۳۵۰، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۶۲۰۷)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسْئَلْكَ طَرِيقاً أَوْ لَا يَسْئَلْكَ طَرِيقاً فَيَتَّبِعَهُ أَحَدٌ إِلَّا عَرَفَ أَنَّهُ قَدْ سَلَكَهُ مِنْ طَيْبٍ عَرَفَهُ أَوْ قَالَ: مِنْ رِجِّ عَرَفِهِ

نبی ﷺ کسی راستے پر بھی نہیں چلتے یا کسی راستے پر بھی نہیں چلتے اور آپ کے بعد اس راستے سے کوئی جاتا تھا تو وہ نبی ﷺ کے پسینے (مبارک) کی خوشبو سے پہچان لیتا تھا کہ آپ اس راستے سے تشریف لے گئے ہیں۔

(سنن دارمی حدیث نمبر ۶۷)

حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاروایت ہے کہ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِفُ بِكَلِيلٍ بِرُحِجِ الطَّيِّبِ

رسول اللہ ﷺ رات کے وقت میں بغیر دیکھے ہی خوشبو سے پہچان لئے جاتے تھے۔

(دلائل النبوة، سنن دارمی حدیث نمبر ۶۶)

نوٹ: حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی مرسل روایت جمہور کے نزدیک حجت ہے۔ چند ائمہ کے نام جنہوں نے ان کی مرسل روایات کو حجت کہا ہے:

۱۔ امام جرح و تعدیل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (تاریخ یحییٰ بن معین: ۹۵۸)

۲۔ امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ (تاریخ المعرفہ ج: ۳ ص: ۲۳۹)

۳۔ ابو عمر بن عبد البر رحمہ اللہ (التمہید ج: ۱ ص: ۳۰)

۴۔ امام ذہبی رحمہ اللہ (الموطعہ ص: ۴۰)

۵۔ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (زاد المعاد ج: ۵ ص: ۸۷۰)

ہم نے یہاں پر صرف مختصر اوصاف نبی ﷺ بیان کئے ہیں۔ باقی انشاء اللہ آئندہ تصنیف میں آئیں گے۔

اب ہم اس ماہ کے مقاصد اور منکرات پر مختصر روشنی ڈالیں گے تاکہ امت مسلمہ بدعات سے نکل کر اللہ کے فضل سے راہ مستقیم پر چلے۔ اللہ ہم سب کے لیے آسان کرے۔ آمین۔

# کیا ماہ ربیع الاول کی کوئی فضیلت قرآن و سنت سے ثابت ہے؟

اس ماہ کی قرآن و سنت میں کوئی دلیل نہیں ملتی کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کوئی فضیلت بیان کی ہو۔ ہم اس ماہ کو اسلامی مہینوں میں سے ایک مہینہ اور اس مہینے کو مہتاب رسالت ﷺ کا ماہ ولادت مانتے ہیں۔

باقی بعض لوگوں نے اس سلسلے میں جو احادیث گھڑی ہیں وہ کہیں سے ثابت نہیں اور نہ اس ماہ میں رسول اللہ ﷺ نے کوئی خاص عمل کرنے کا امت مسلمہ کو حکم دیا ہے۔ اگر ہوتا تو ہم تک ضرور پہنچتا۔

نہ اس کا ثبوت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کہیں ملتا ہے اور نہ خیر القرون میں سے کہیں ثابت ہے۔

بعض حضرات کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اس ماہ میں ولادت کے دن روزہ رکھا جائے اور استدلال اس حدیث سے کرتے ہیں جس میں اللہ نے نبی ﷺ سے سوال کیا کہ آپ پیر کے دن روزہ کیوں رکھتے ہیں فرمایا یہ میری ولادت کا دن ہے تو اس میں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ حضور ﷺ کا معمول مبارک صرف پیر کا نہیں بلکہ جمعرات کے روز بھی روزہ رکھنے کا تھا۔ اور اس کی وجہ بھی بتائی کہ



پیر اور جمعرات کے روز اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ مجھے یہ بات پسند ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔

(جامع الترمذی حدیث نمبر ۷۴۷)

دوسرا جواب: نبی اکرم ﷺ ہر پیر کے روز روزہ رکھتے تھے اور فرماتے یہ میری ولادت کا دن تھا۔ پورے سال میں صرف بارہ ربیع الاول کے روزہ کو خاص سمجھنا خصوصاً اس صورت میں کہ تاریخ ولادت میں بھی اختلافات ہیں، یہ درست نہیں ہے۔

اس کے علاوہ جتنے بھی خرافات اس مہینے میں پائی جاتی ہیں مثلاً جشن، جلوس، قبروں پر جانا، وہاں چراغ جلانا، قرآن خوانی، اس دن کو عید قرار دینا، نعتِ رسول ﷺ میں موسیقی اور ہر طرح سے غیر محرم مرد و عورت کا اختلاط... یہ سب چیزیں سراسر باطل اور بدعت ہیں جن کا شریعت مطہرہ میں کوئی ثبوت نہیں۔ یہ ماہ تو احتسابِ نفس کا تھا کہ ہمارے آقائے نامدار ﷺ نے کس طرح عرب کے کفرستان کو ایمان کی مہک سے بھر دیا۔ ان کی زندگی کو اپنانے کا عزم کرنا تھا ان کے رنگ میں رنگ جانا تھا مگر اس کے برعکس ہم بدعات کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ اس روز میں ہونے والی خرافات و بدعات کی مذمت قرآن وحدیث میں اظہر من الشمس ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

رسول اللہ ﷺ تم کو جو کچھ دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے

رک جاؤ۔

(سورہ حشر آیت نمبر ۷)

اس آیت سے اللہ نے صاف کیا کہ اس عمل کو لے لو جو اللہ کے رسول تمہیں دیں یعنی جو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے مشہور حدیث ہے

كُلُّ بَدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

ہر بدعت گمراہی ہے۔

(صحیح مسلم، بخاری حدیث نمبر ۱۷۱۸، ۲۶۹۷)

دوسری جگہ فرمایا

مَنْ عَمَلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

جو شخص کوئی ایسا کام کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے۔

(سنن ترمذی حدیث ۲۷۳۸، وقال حاکم: صحیح۔ فی مستدرک ج: ۴ ص: ۲۶۵)

## صحابہ کرام اور بدعات کا رد

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ذرہ برابر یہ برداشت نہیں ہوتا تھا کہ کوئی شخص وہ فعل کرے جو محبوب کائنات ﷺ سے صادر نہ ہوا ہو۔ اس پر شدت سے نکیر کرتے تھے۔ احادیث میں ان کی

مثالیں ملتی ہیں۔ یہاں انھیں میں سے کچھ مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ نافع مولیٰ ابن عمر سے روایت ہے کہ ایک دفعہ ایک آدمی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے چھینک ماری اور کہا

”الحمد لله والسلام على رسول الله“

تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی کہتا ہوں کہ الحمد لله والسلام على رسول الله۔ (یعنی میں اس کا انکار نہیں کرتا) مگر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ طریقہ نہیں سکھایا۔ آپ نے تو ہمیں یہ سکھایا کہ ہر حال میں الحمد لله کہیں۔

(سنن ترمذی حدیث نمبر ۲۷۳۸)

یہ حدیث حسن ہے اور اس کے شواہد بھی ہیں۔

۲۔ اسی طرح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک بار بدعتی لوگوں کو مسجد سے نکال دیا تھا جو اجتماعی شکل میں اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ، سبحان اللہ کہتے تھے۔

(سنن دارمی ج: ۱ ص: ۶۸-۶۹)

اس طرح اور کئی واقعات بھی اس پر دلالت کرتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے اندر تحفظ سنت کا جذبہ کتنا تھا اور محبت رسول انہیں کتنا باندھے ہوئے تھی کہ آپ کے عمل کے خلاف ایک چھوٹا سا عمل بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔

ہمارے اسلاف کے اندر ایک ایسی جماعت بھی گزری ہے کہ وہ بدعتی لوگوں کے ساتھ اپنا تعلق

ختم کرتے تھے۔ ان کے ساتھ نہ کھاتے نہ پیتے اور نہ بیٹھتے تھے۔ امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے تبلیس ابلیس کے اندر اس کا مفصل بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس ضلالت سے دور رکھ کر قرآن سنت پر عمل کرنے والا بنائے۔

## عید میلاد

اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے اسلامی لحاظ سے صرف دو دن بڑی خوشی کے عطا کئے ہیں۔ ایک نام عید الاضحیٰ اور دوسرا عید الفطر۔ اس کے علاوہ کوئی عید نہیں ہے۔ کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ نبی علیہ السلام کی ولادت کے دن کو عید کہا گیا ہو۔

محبت اپنی جگہ! وہ کونسا مومن ہوگا جس کا دل ولادت نبی علیہ السلام پر خوش نہ ہو۔ ہم کیا ہیں، اصحاب رسول جو ایک حکم کے لئے اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار تھے، تمام غزوات اس بات پر گواہ ہیں کہ صحابہ کی جانثاری کس اعلیٰ پیمانے کی تھی۔ ان سے بڑھ کر کون محبت رسول کا دعویٰ کرے گا۔ چند صفحات کے بعد آپ دیکھیں گے کہ اطاعت رسول کے تابناک نمونے، صحابہ، کیسے آپ کے قول و فعل کو اپنا سرمایہ سمجھتے تھے۔ کیا ان کو یہ دن یاد نہ رہا۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، بلال، طلحہ، زبیر رضی اللہ عنہم، کسی کو یاد نہ رہا؟ کیا کوئی دعویٰ کر سکتا ہے کہ ہمیں ان سے بڑھ کر محبت ہے؟ دنیا کا مسلمان اس بات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

آئیے دیکھیے اس بدعت کی ابتدا کب ہوئی تھی۔

علامہ تقی الدین احمد بن علی المقریزی لکھتے ہیں:

فاطمی خلفاء سال کے لمبے عرصے میں عیدیں اور تہوار مناتے تھے۔ یہ تہوار شروع سال میں عاشورہ کے دن، میلاد النبی ﷺ، میلاد علیؑ، میلاد حسنؑ و حسینؑ، میلاد فاطمہؑ اور موجودہ خلیفہ کا میلاد ہوتا تھا۔

(المواعظ والا اعتبار بذكر الخط والآثار، ج: ۲، ص: ۱۱۸)

اس سے معلوم ہوا یہ کہیں ثابت نہیں تھا۔

نہ دورِ نبوی میں، نہ دورِ صحابہ میں اور نہ ہی تابعین کے زمانے میں اس بدعت کی کوئی چھاپ تھی۔ لیکن افسوس کہ آج ہمارے مسلمان اس بدعت کے مرتکب ہوئے اور دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ محبتِ رسول ہے۔ قسم اٹھا کر کہتا ہوں یہ بغاوتِ رسول ہے۔ اور پھر اس دن جلسے جلوس میں مرد زن ایک ساتھ... اس وقت نبی علیہ السلام کی وہ تمام تعلیمات یہ مسلمان بھول جاتا ہے۔ خدا کے واسطے اپنے آپ کو اس دلدل سے بچاؤ۔

یہ مضمون اگرچہ بہت طویل ہے۔ علمائے وقت نے اس پر وقت در وقت جوابات دیے ہیں مگر ہم یہاں پر ان کا زیادہ جائزہ نہیں لیں گے کہ اس کے لیے اس مختصر رسالے میں گنجائش نہیں۔ البتہ اس کے لیے کئی کبار علماء نے قلم اٹھائے ہیں، ان کا مطالعہ مفید ہے۔

## ربیع الاول میں کیا کیا جائے

اس تمام بحث کا خلاصہ ہے کہ یہ مہینہ وہ ہے کہ جس میں اس ذات کی بعثت ہوئی جو دنیا کی تاریکی کو نور سے منور کرنے آیا تھا۔ جو بت پرستوں کے کانوں میں توحید کی اذان دینے آیا تھا۔ یہ ماہ ہر مسلمان اور مومن کو اپنے مقصد کی یاد دہانی کراتا ہے کہ اپنے آپ کو اسلام کے سانچے میں ڈھالو۔ اس لاڈلے محبوب کی پاکیزہ تعلیمات کو دہراتا ہے۔ اس مکہ و مدینہ کی زندگی کو دہراتا ہے جس میں مسلمانوں نے توحید و اسلام کی خاطر کتنی بڑی قربانیاں دیں۔ یہ ماہ میں حقوق اللہ اور حقوق رسول کی یاد دہانی کرواتا ہے۔ محبت سے ایک زبان سے دعویٰ کرنا نہیں۔ قرآن نے صاف کہا ہے

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ

آپ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری راہ چلو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اور اللہ بہت نفرت کرنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

(آل عمران: ۳۱)

محبت کے اگر دعویٰ ہو اطاعت کے راستے پر چلو خالی دعوے نہیں چلیں گے۔ یہ ہے محبت جس کو اللہ نے واضح طور پر ارشاد فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مروی ہے

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ يَكُونَ هَٰؤُلَاءِ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک اس کی خواہشات میرے لائے احکام کے تابع نہ ہو جائیں۔

(شرح سنہ للبعوی ج: ۱ ص: ۲۱۳)

کتنی واضح اور کھلی ہوئی بات ہے۔ نام نہاد محبت کا دم بھرنے والوں کے لیے المیہ ہے کہ محبت کا دعویٰ اتنا کرتے ہیں مگر عمل محبوب کے لائے ہوئے احکام پر نہیں۔ یہ کون سی محبت ہے؟ اللہ ہی محافظ۔

## باغیوں کی قیامت کے دن حسرت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

کاش ہم لوگ اللہ کی اطاعت کرتی اور اس کے رسول کی اتباع کرتے۔ (تو آج یہ برا انجام نہ دیکھنا پڑتا۔)

(احزاب: ۶۶)

اس کے علاوہ اور کتنی ہی آیات ہیں قرآن مقدس میں جو اتباعِ رسول کی تاکید کرتی اور اسی کو فلاح کا راستہ بتاتی ہیں۔ اسی بات کا عملی نمونہ صحابہ ہیں ہمارے سامنے صحابہ کی سیرت بھری پڑی ہے وہ شمع رسالت کے پروانے کتنے تابعدار بن چکے تھے، ان آثار سے معلوم ہوگا۔

## محبت رسول کے چمکدار ستارے

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی سچی محبت کا ثبوت قولاً اور عملاً ہر طرح سے اور ہر وقت دیا ہے۔ کیونکہ ان کے سامنے آقا علیہ السلام کی یہ حدیث پہنچ چکی تھی جس میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ النَّاسُ أَجْمَعِينَ

تم میں سے کوئی شخص (پورا) ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک میرے ساتھ اپنے والد سے اپنی اولاد سے اور سب آدمیوں سے زیادہ محبت نہ رکھے۔

(بخاری شریف، حدیث نمبر ۱۵)

اسی فرمان کے تحت آقا کے صحابہ نے زبان کردار اور عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ آپ ہمیں ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا، ”اے اللہ کے رسول! قیامت کب واقع ہوگی؟“

آقا علیہ السلام نے پوچھا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ تو اس نے کہا

حُبَّ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

یعنی اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا



”آپ اسی کے ساتھ ہوں گے جس کے ساتھ آپ محبت رکھتے ہوں۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام کے بعد ہم انبیاء علیہ السلام کے اس قول سے زیادہ خوشی اور کسی چیز سے نہیں ہوئی کہ آپ اس کے ساتھ ہوں گے جس سے محبت رکھیں گے۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے رسول سے ابو بکر سے اور عمر سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں انہی کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میرا عمل ان کے اعمال جیسا نہیں ہے۔

(صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۲ کتاب الایمان)

## ذات رسول ﷺ ہر شے سے محبوب

۱۔ حضرت علیؓ ابن ابی طالب سے پوچھا گیا کہ آپ لوگوں کی محبت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیسی تھی۔ فرمایا اللہ کی قسم آپ کی ذات گرامی ہمارے نزدیک ہمارے اموال اولاد ماں باپ اور پیارے کے لئے ٹھنڈا پانی جتنا عزیز ہوتا ہے اس سے زیادہ محبوب تھی۔

(اشفاء قاضی عیاض ج: ۲ ص: ۲۲)

۲۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی آدمی زیادہ محبوب نہ تھا۔

(المواہب الطوفیہ، قسطلانی ج: ۳ ص: ۲۷۷)

۳۔ حضرت بلالؓ کی وفات کا وقت قریب آیا۔ آپؐ کی زوجہ ان کے سرہانے بیٹھی تھی۔ شدتِ غم

سے ان کی زبان سے نکلا۔ ”واحزناً“

حضرت بلالؓ نے فرمایا یہ مت کہو بلکہ کہو

والطرباہ غداً الغی الاحبہ محمداً وصحبہ

کل اپنے احباب یعنی حضرت محمد ﷺ سے ملاقات کروں گا۔

(المواہب، قسطلانی ج: ۳، ص ۳۰۷)

۴۔ حضرت عمر فاروقؓ نے عرض کیا (جب ایلاء کے دنوں میں حضور ﷺ ازواج مطہرات سے علیحدہ ہوئے)

”یا رسول اللہ! اگر آپ حفصہ (میری بیٹی) کی طرف سے کوئی چیز ناپسند فرماتے ہیں تو (بے شک) اسے طلاق دے دیجیے۔ اللہ کی قسم آپ کی ذات میرے نزدیک اپنے مال اور اپنے اہل و عیال سے زیادہ محبوب ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ”اے عمر! کوئی بندہ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ میں اس کے نزدیک اس کی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔“

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیا، ”یا رسول اللہ! قسم بخدا آپ میرے نزدیک میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔“

(طبقات ابن سعد ج: ۸، ص ۱۷۹)

۵۔ حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب غزوہ احد پیش آیا تو رات کو

میرے والد حضرت عبداللہ بن عمر بن حزم نے مجھے بلا کر فرمایا، ”میں دیکھ رہا ہوں کہ میں اس غزوہ میں شہید ہو کر رسول اللہ کے صحابہ میں سے اولین شہداء کے زمرے میں شامل ہوں گا۔ اور بیٹا میں نے رسول اللہ کی ذات گرامی کے بعد دنیا میں کوئی ایسا آدمی نہیں چھوڑا جو میرے نزدیک تجھ سے زیادہ عزیز ہو۔ اور سن لو! ایک تو میرے اوپر بہت سافر ضہ ہے اسے میری طرف سے ضرور ادا کرنا دوسرے اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔“

حضرت جابر کہتے ہیں جب صبح ہوئی تو میدان میں میرے والد سب سے پہلے شہید ہوئے اور انہیں ایک دوسرے شہید کے ساتھ قبر میں دفن کر دیا گیا۔ مگر میرا دل اس بات پر مطمئن نہ تھا کہ وہ ہمیشہ دوسرے آدمی کے ساتھ ایک ہی قبر میں مدفون رہی لہذا میں نے ان کی لاش کو چھ ماہ بعد نکالا تو اسی دن کی طرح تروتازہ تھی جس دن میں نے انہیں دفن کیا تھا البتہ ان کا ایک کان مبارک تھوڑا سا متاثر ہو چکا تھا۔

(بخاری کتاب الجنائز ج: ۱ ص: ۱۸۰)

## ذات رسول ﷺ کی محبت کا ایک اور اندازہ

غزوہ بدر کے موقع پر حضور ﷺ نے صحابہ کی صفوں کو ایک نیزے کے ذریعے سیدھا کیا تھا جو آپ نے اپنے ہاتھ میں لیا ہوا تھا۔ اس نیزے کا پھل نہیں لگا ہوا تھا۔ آپ جب اس نیزے کے ذریعے صفوں کو سیدھا کرتے ہوئے سواد بن غزیہ کے پاس سے گزرے (جو بنی نجار کے حلیف تھے) تو وہ اپنی صف سے کچھ آگے کو کھڑے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے اس نیزے کو ان کے

پیٹ پر رکھ کر ان سے فرمایا، ”سواد سیدھے (یعنی صف میں) کھڑے رہو۔“

اس پر حضرت سواد نے عرض کیا، ”یا رسول اللہ! آپ نے میرے پیٹ پر ٹھوکر مار کر مجھے تکلیف پہنچائی۔ حضور ﷺ کو اللہ نے آپ کو انصاف دے کر بھیجا ہے، لہذا مجھے موقع دیں کہ میں آپ سے بدلہ لوں۔“

حضور نے فوراً اپنا پیٹ کھولا اور حضرت سواد سے فرمایا، ”لو اپنا بدلہ لے لو۔“

حضرت سواد فوراً حضور کے سینے سے لگ گئے اور آپ کے شکم مبارک کو بوسہ دیا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم نے ایسا کس لیے کیا؟ اس پر حضرت سواد نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ دیکھ رہے ہیں کہ جنگ سر پر ہے اس لیے میری تمنا تھی کہ آپ کے ساتھ میرے جو آخری لمحے گزریں وہ اس طرح ہوں کہ میرا جسم آپ کے بدن مبارک سے مس کرے۔ اس پر حضور اکرم نے حضرت سواد کے لیے دعائے خیر فرمائی۔

(غزوات النبی، ترجمہ سیرت حلبیہ ص: ۱۰۳)

## ملاقات رسول کے لیے بے تابی

ام ابان بن وزاع بن زارع اپنے دادا زارع بن عامر سے جو وفدِ عبد القیس کے ہمراہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے بیان کیا۔

لما قدمنا المدينة فجعلنا نقباً در من رواحلنا فنقبل يد رسول الله ورجله

جب ہم مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو اپنی سوار یوں سے جلدی جلدی اترنے لگے اور رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک اور پاؤں مبارک کو بوسہ دینے لگے۔

البتہ المنذر الاشج (رئیس قافلہ) نے اس طرح جلد بازی سے کام نہ لیا بلکہ پہلے اپنے صندوق/تھیلے کے پاس آئے، اپنے کپڑے تبدیل کیے پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے یہ ادا دیکھ کر فرمایا

”تمہارے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ پسند کرتا ہے، بردباری اور آہستگی۔“

انہوں نے عرض کیا، ”یا رسول اللہ کیا میں اپنے طور پر ان اخلاق و عادات کا مظاہرہ کر رہا ہوں یا اللہ نے یہ خصلتیں میری جبلت اور طبیعت میں رکھی ہیں؟“

فرمایا، ”بلکہ اللہ نے تمہیں ان خصلتوں میں پیدا کیا ہے۔“

انہوں نے (بے ساختہ) کہا، ”سب تعریفیں اللہ کے لیے جس نے میری جبلت فطرت میں (خالقی طور پر) ایسی دو خصلتیں رکھتی ہیں جن کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے۔“

(سنن ابی داؤد کتاب الادب ج: ۲ ص: ۷۰۹)

یہ محبت و عقیدت دیکھیں ان جانثاروں کی کس طرح اپنے محبوب سے بے مثال محبت کرتے تھے ہر وقت آپ کی ملاقات کے متلاشی اور تاریخ اور سیرت نے ان جیسے ہزاروں واقعات کو بیان کیا ہے جس میں ایک سے بڑھ کر ایک جانثار تھے جنہیں بے انتہا محبت تھی اللہ کے رسول سے۔

## اطاعت و اتباع رسول کے بے مثال واقعات

حضرات صحابہ صرف تولاً محبت کے دعویدار نہ تھے۔ ذات رسول کے ساتھ قول رسول کو بھی اپنا سرمایہ ایمان سمجھتے تھے۔ صحابہ میں سب سے زیادہ اطاعت کا جذبہ تھا۔ ایک قول پر اپنی جانوں کو یہ شہسوار قربان کرنے کے لیے تیار تھے۔ حتیٰ کہ بچے اور صحابیات بھی ان مبارک صفوں میں شامل تھے۔ اللہ نے قرآن میں ان کے قول و فعل کو دیکھ کر ہی ان مبارک ہستیوں کے بارے میں بانگِ دہل اعلان کیا اور قیامت کی صبح تک گستاخِ صحابہ کی زبان کو لگام دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ

اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔

(التوبہ: ۱۰۰)

یہاں خاص فکر کرنے کی بات ہے کہ اللہ نے دنیا میں ہی کسی کو اپنی رضامندی کی بشارت دے دی۔ اس سے بڑا سرمایہ دنیا اور آخرت میں کیا ہو سکتا ہے؟ ہم تمام عبادات اسی خاطر کرتے ہیں کہ اللہ راضی ہو جائے اور ہم یہ دعویٰ بھی نہیں کر سکتے کہ ہماری وہ عبادت اللہ کے شایانِ شان ہے بھی یا نہیں۔ لیکن ان مبارک ہستیوں کو اللہ نے اتنا بڑا انعام دنیا کی زندگی میں دیا اور پوری انسانیت کو پیغام دیا کہ جو بھی اللہ اور رسول کی اطاعت میں اپنا تن من و دھن قربان کرتا ہے اللہ انکو دنیا میں لوگوں کے دلوں کا سردار بناتے ہیں۔ اللہ ہم سب کو صحابہ جیسا اطاعت والا بنائے۔

اب چند واقعات کا ذکر کیے جاتے ہیں جن سے یہ معلوم ہوگا کہ ان بزرگ ہستیوں میں اطاعت کا غلبہ کتنا وسیع تھا۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

هبطنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم من ثنية أذاخر فالتفت إلى وعلى ربطة مضرجة بالعصر فقال ما هذه فعرفت ما كره فأتيت أهلي وهم يسجرون تنورهم فقدفتها فيه ثم أتيت من الغد فقال يا عبد الله ما فعلت الربطة فأخبرته فقال ألا كسوتها بعض أهلِكَ فإنه لا بأس بذلك للنساء

ایک مرتبہ ہم لوگ سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ میرے اوپر ایک چادر تھی جو کسم کے رنگ (ایک خاص رنگ) میں ہلکی سی رنگی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا، ”یہ کیا اوڑھ رکھا ہے؟“

مجھے رسول اللہ کے اس سوال سے محسوس ہوا کہ آپ پر ناگواری کے آثار ہیں۔ گھر والوں کے پاس واپس ہوا تو گھر میں چولہا جلا ہوا تھا۔ میں نے وہ چادر اس چولہے میں ڈال دی۔ دوسرے روز جب رسول اللہ کی خدمت میں حاضری ہوئی تو رسول اللہ نے فرمایا وہ چادر کا کیا ہوا؟ میں نے قصہ سنا دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا، ”عورتوں میں سے کسی کو کیوں نہ پہنا دی؟ عورتوں کے پہننے میں تو حرج نہ تھا۔“

(ابوداؤد مسند احمد حدیث نمبر ۴۰۶۶، ۵۲۶۸)

اس کی سند حسن ہے۔

جس چیز پر رسول اللہ کی ناراضگی کی نظر بھی پڑ جائے اس چیز کو صحابہ رکھنا پسند نہ کرتے تھے۔ حالانکہ رسول اللہ نے زبان مبارک سے کچھ نہ فرمایا تھا لیکن صحابی رسول جان گئے کہ کچھ معاملہ ہے۔ قربان جائیے ایسی اطاعت اور محبت پر۔

۲۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ایک لمبی حدیث میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

نَعَمْ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ لَوْلَا طَوْلُ جُمَّتِهِ، وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ "فَبَلَغَ ذَلِكَ خُرَيْمًا، فَجَعَلَ يَأْخُذُ شَفْرَةً، فَيَقْطَعُ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أذُنَيْهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ

خریم اسدی کیا ہی اچھے آدمی تھے۔ اگر ان کے بال لمبے نہ ہوتے اور لنگی کو نیچے نہ لٹکاتے۔ یہ بات جب حضرت خریم اسدیؓ نے سنی تو فوراً قینچی لے کر بال کانوں تک کاٹ دیے اور لنگی آدھی پنڈلیوں تک اوپر اٹھالی۔

(ابوداؤد کتاب الباس حدیث نمبر ۴۰۸۹)

اس کی سند حسن ہے۔

۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

لَمَّا اسْتَوَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ قَالَ اجْلِسُوا فَسَمِعَ ذَلِكَ ابْنُ مَسْعُودٍ مَجْلِسَ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَرَأَاهُ رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللَّهِ بَنَ مَسْعُودٍ

جب رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن ممبر پر تشریف لے گئے تو فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ اس ارشاد کو ابن مسعود نے مسجد کے دروازے پر سنا اور وہیں پر بیٹھ گئے۔ جب



رسول اللہ ﷺ نے انکو وہاں دیکھا تو پکارا، ”اے عبد اللہ بن مسعود اندر تشریف لائیے۔“

(سنن ابی داؤد مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱۰۹۱، ۱۰۰۷)

امام حاکم نے اس حدیث کو شرط علی الشیخین پر صحیح کہا ہے۔

(مستدرک حاکم حدیث نمبر ۱۰۰۷)

اس حدیث سے آپ اندازہ لگائیں ہے کہ حکم کی کس طرح فوراً تکمیل کے لئے ابن مسعود دروازے پر ہی بیٹھ گئے کیونکہ یہ حکم خدا کے قاصد کا تھا۔ اس طرح کا واقعہ دیگر صحابہ کے ساتھ بھی ہوا ہے۔ وہ بھی اسی طرح وہیں بیٹھے جہاں انہوں نے یہ حکم سنا۔

(دیکھئے دلائل النبوة للبیہقی ج: ۶ ص: ۲۵۶)

۴۔ حضرت جثامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

جلست فلم ادر ماتحتی، فإذا تحتی کُرسی من ذهب فلما رایته نزلت عنہ مضحك، فقال لی: لِمَ نزلت عن هذا الذی اکرمناک به؟ فقلت: انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینہی عن مثل هذا

میں شروع میں بے خیالی کی حالت میں اس کرسی پر بیٹھ گیا لیکن جب احساس ہوا کہ یہ سونے کی کرسی ہے تو اسے فوراً اتر کر کھڑا ہو گیا۔ ہر قل نے میرے اس عمل پر ہنس کر پوچھا، ”ہم نے تو اس عمل کے ذریعے تمہارا اکرام کیا تھا۔ تم اتر

کیوں گئے؟“

میں نے جواب میں کہا، ”میں نے رسول اللہ سے خود سنا ہے کہ آپ نے اس جیسی (یعنی سونے کی) کرسی پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔“

(معرفتہ الصحابہ لابی نعیم حدیث نمبر ۱۷۶۹)

## حرمِ شراب کی آیت نازل ہونے پر صحابہ کا شراب کو گلیوں میں بہا دینا

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو طلحہ کے مکان میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا۔ ان دنوں فصیح (نامی) شراب کا بہت رواج تھا (پھر شراب کی حرمت نازل ہوئی) تو رسول اللہ نے ایک منادی کو اس بات کے اعلان کا حکم دیا کہ شراب حرام ہوگئی۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی حضرت ابو طلحہ نے مجھ سے کہا باہر جا کر اس شراب کو بہا دو۔ چنانچہ میں نے شراب باہر نکل کر بہا دیں۔ بس (اعلان نبوی کے بعد) شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی تو بعض لوگوں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے لوگ اس حالت نہ قتل کردئے گئے کہ شراب ان کے پیٹ میں موجود تھی۔ جس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

”وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے ان پر ان چیزوں کا کوئی گناہ نہیں جو وہ کھا چکے ہیں۔“

(بخاری کتاب المظالم ج: ۲ ص: ۶۶۴)

دیکھیے کتاب التفسیر سورہ مائدہ باب قولہ "الناخروالمیر"۔

## حکم نبوی پر فوری صدقہ

حضرت عبداللہ بن عباس کا بیان ہے کہ عید کے دن نبی اکرم (عید گاہ کی طرف) تشریف لے گئے پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ نے نماز (عید) پڑھی۔ آپ نے نماز عید سے پہلے کوئی نماز پڑھی (نفل) اور نہ ہی (فوراً) بعد میں۔ پھر آپ خواتین کی طرف تشریف لائے اور حضرت بلال بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے انہیں وعظ و نصیحت فرمائی پھر انہیں حکم دیا کہ وہ (حسبِ توفیق) راہِ خدا میں صدقہ دیں تو خواتین اپنی کنگن اور بالیاں حضرت بلال کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔

(بخاری کتاب الزکاة ج: ۱ ص: ۱۹۶)

## حکم رسول کو رد نہیں کیا جاسکتا

حضرت مغیرہ بن شعبہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں فلاں عورت کو پیغام نکاح دینا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے اسے جا کر ایک نظر دیکھ لے، یہ دیکھنا تم میاں بیوی کے درمیان باہمی الفت و محبت اور صلح کے معاملے میں زیادہ مفید ثابت ہو گا۔ چنانچہ میں انصار کی ایک عورت کے پاس آیا اور اس کے ماں باپ کو پیغام نکاح دیا ساتھ ہی

انہیں نبی اکرم ﷺ کے مذکورہ اشارے سے آگاہ کیا۔ تاہم ان کو ناگوار سا گزرا کہ ایک غیر محرم اجنبی آدمی ان کی بیٹی کو دیکھے۔

حضرت مغیرہ کا کہنا ہے کہ اس لڑکی (جس کے لیے پیغام نکاح دیا جا رہا تھا) نے پردے کے پیچھے یہ بات سن لی اور بولی کہ (اے مہمان) اگر تجھے واقعی رسول اللہ نے مجھے دیکھنے کا حکم فرمایا ہے تو دیکھ لے ورنہ میں تمہیں خدا کی قسم دیتی ہوں کہ اتنی بڑی جسارت کبھی نہ کرنا۔ حضرت مغیرہ کہتے ہیں کہ میں نے اس خاتون کو ایک نظر دیکھا پھر اس سے نکاح کیا۔ راوی کا کہنا ہے کہ پھر حضرت مغیرہ نے اس عورت سے ارشاد نبوی پر عمل کرنے کی بدولت اپنی محبت کے حالات بھی بتائے۔

(سنن ابن ماجہ ابواب النکاح)

## حضور کی ناراضگی پر منگنی کا ارادہ ترک کرنا

حضرت مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے بعد ایک مرتبہ ابو جہل کی بیٹی جویریہ سے نکاح کرنا چاہا۔ یہ معاملہ ہے کہ حضور ﷺ کے علم میں آیا اور ابو جہل کے خاندان والوں نے اس سلسلے میں آپ ﷺ سے اجازت چاہی تو آپ نے برسرِ ممبر اور علی الاعلان ناراضگی کا اظہار فرماتے ہوئے تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی، ”میں بنو ہاشم بن المغیرہ کو اجازت نہیں دوں گا الا یہ کہ ابوطالب کا بیٹا علی میری لخت جگر کو طلاق دے دے اور ان (بنو ہاشم) کی بیٹی سے نکاح کر لے۔ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔ جو اسے بے قرار کرے گا وہ مجھے بے قرار کرے گا۔ جو اسے اذیت پہنچائے گا وہ مجھے اذیت پہنچائے گا۔ میں حلال کو حرام اور

حرام کو حلال نہیں ٹھہراتا، مگر قسم بخدا! اللہ کے رسول اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی جمع نہیں ہو گی۔“

حضور کی ناراضگی دیکھ کر حضرت علی نے منگنی کا ارادہ ترک کر دیا۔

(بخاری کتاب الجہاد ج: ۱ ص: ۴۳۸)

اس کے علاوہ یہ حدیث اور کتب میں بھی موجود ہے بشمول مسلم، ترمذی، ابوداؤد، فتح الباری وغیرہ۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پر سوکن لانے کی ممانعت نبوی کی توجیہ میں شارحین حدیث امام نووی رحمہ اللہ اور ابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ نے بہت سے اقوال لکھے ہیں۔ ان کے لیے دیکھیے:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ کی شرح مسلم ج: ۲ ص: ۲۹۰

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی فتح الباری ج: ۹ ص: ۲۷۰

## خلاصہ

قرآن مجید میں چار نکاح کی اجازت کے باوجود حضرت علی کا نکاح کا ارادہ ترک کرنا محض اس لئے کہ رسول اللہ کی ناراضگی کا سبب تھا اور عورتوں کا زیورات کا صدقہ کر دینا۔۔۔ قربان جاؤں ان ہستیوں پر کس طرح یہ اللہ کے رسول کے حکم کے فرماں بردار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کتنی بڑی دولت سے نوازا تھا۔ کتب احادیث میں اس سے بھی کہیں زیادہ واقعات ہیں اگر ان کو جمع کیا جائے تو ایک بڑی کتاب وجود میں آجائے گی۔ یہ مہتاب رسالت ﷺ کے پروانے کتنے باکر دار و

تا بعد ارتھے کہ ایک حکم کے تحت اپنی خواہشِ نفس کی بھی پرواہ نہیں کی۔ سب کچھ حضرت علیہ السلام کے فرمان اور اللہ کے فرمان کے تحت قربان کر دیا۔

یہ مختصراً ہم نے یہاں پر صحابہ کی اتباعِ رسول کا نقشہ اس ماہ کی مناسبت سے کھینچا کیونکہ اگر ہمیں اطاعت سیکھنی ہے تو صحابہ سے بڑھ کر ہمارے سامنے عملی نمونے کوئی نہیں۔

اللہ ہم سب کو منہج صحابہ پر قائم رکھے اور اسی منہج پر موت دے آمین یا رب العالمین۔

## ماہِ ربیع الاول اور ہماری ذمہ داریاں

اس پوری بحث کا موضوع یہی ہے کہ ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ امت مسلمہ اس وقت کن حالات سے دوچار ہو رہی ہے۔ امت دن بدن زوال کی طرف کیوں جا رہی ہے؟ مسلمان پر ظالم حاوی کیوں ہیں؟ دنیا میں مسلمانوں کی اتنی تعداد کے باوجود بھی وہ مظلوم زمانہ کیوں ہیں؟

وہاں تو ۳۱۳ تھے ہزار کے مقابل، لیکن وہ ظالم پر حاوی ہو گئے۔ دوستو فرق یہ ہے کہ ہم نے اطاعت کا جامہ اتار دیا۔ ہم نے حیاء و کردار کو نیلام کر دیا۔ ہم مغربی تہذیب کے مقلد بن گئے۔ ہم نے اپنی سیرت و تاریخ کو پس پشت ڈال کر کھلے عام اللہ و رسول کی بغاوت مول لی۔ ہم نے قرآن کی آیتوں کو بھلا دیا کہ کامیاب وہ لوگ ہیں جو اللہ اور رسول کی اطاعت کریں۔

وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ

(الاحزاب: ۷۱)

اللہ نے ہم سے وعدہ کیا کہ تم ہی غالب رہو گے بشرطیکہ تم مومن ہو۔ مگر افسوس ہمارے اندر مومنوں والی صفات تو دور کی بات، ہمیں یہ بھی نہیں معلوم کہ ایک مومن کی صفات کیا ہونی چاہئیں۔

ہم نے کھلے عام رسول ﷺ کی بغاوت کی جس اللہ نے اپنے محبوب کی آواز سے بلند کسی آواز کو پسند نہ فرمایا اور صاف منع فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

اے ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی علیہ السلام کی آواز سے بلند نہ کرو۔

(حجرات: ۲)

اور آگے فرمایا

أَنْ تَحْبِطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

ورنہ تمہارے اعمال ضائع کر دیے جائیں گے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ عمل نبی ﷺ کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔

غور کریں۔ جو اللہ اپنے محبوب کی آواز سے کسی بلند آواز کو سننا پسند نہیں فرماتا اور اس پر مومنوں کو ہوشیار کر رہا ہے کہ ورنہ تمہارے اعمال برباد کر دیے جائیں گے۔ تو کیا وہی اللہ اس بات سے راضی ہوگا کہ علی الاعلان اس کے محبوب کے طریقوں کو ذبح کیا جائے؟ کیا اللہ چاہے گا کہ محبوب ﷺ کے عمل کے مقابل کوئی نیا عمل ایجاد کیا جائے؟ ہرگز نہیں! قرآن نے ان باغیوں

کے لیے صاف طور پر دردناک عذاب کا اعلان کیا ہے۔

تو ہمیں بھی سوچنا چاہیے۔ قبر میں آخر جانا ہے۔ ہم کیا جواب دیں گے اللہ کے رسول کو۔ اس لئے یہ ماہ ہمیں یاد دلاتا ہے سرورِ کائنات کی اس بے لوث محنت کو جو عرب کے کفرستان میں اسلام کی خاطر تکلیفات کے ساتھ کی ہیں۔ ہمیں یہ ماہ ان کی یاد دلاتا ہے۔

بس آج اس ماہ میں عزم کریں کہ اب اپنی زندگی کو قال اللہ و قال رسول کے مطابق گزاریں گے۔ یہ نہیں کہ اس ماہ میں ہم زیادہ ہی اللہ اور رسول کی ناراضگی کا سبب بنیں۔ اس لئے اپنے آپ کو خرافات سے بچا کر رسول اللہ کی تعلیمات اور صحابہ کے طریقے کو اپنائیں۔ انشاء اللہ کامیابی ہمارے قدم چومے گی۔

بس آخر میں اللہ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں دین کا فہم عطا کرے۔ بدعات و منکرات سے پوری امت مسلمہ کی حفاظت فرمائے۔

اللہ سے دعا ہے کہ اللہ میری اس حقیر کاوش کو شرف قبولیت بخشے۔ جو کچھ اس میں لکھا وہ اللہ کے فضل سے اور جو کچھ غلطیاں اس میں ہوئی ہوگی وہ بندہ عاجز کی ناواقفیت کی وجہ سے۔ اللہ ہماری خطاؤں کو معاف کرے۔ اس کا اجر میرے والدین اور اساتذہ کرام کو عطا کرے۔

آمین۔

العبد

شاہ محمد زید الباری عفی اللہ



## کیا آپ مصنف ہیں؟

اپنی کتاب سر بکف پبلیکیشنز سے شائع کرائیں!

آپ کے لکھنے کی صلاحیت ایک نعمت ہے...

اور یہ نعمت... قوم کی امانت ہے...

اردو | ہندی | English

اگر آپ کسی کتاب کے مصنف ہیں یا آپ نے کوئی تحریر لکھ رکھی ہے جسے آپ قارئین تک پہنچانے کے خواہش مند ہیں تو اس تحریر کا متن گھر بیٹھے فیس بک، واٹس ایپ یا ای میل کے ذریعے فراہم کریں، ان شاء اللہ ”سر بکف پبلیکیشنز“ آپ کی کتاب کو پروفیشنل انداز میں ای پبلش کر کے فراہم کر دے گا۔

خدمات ٹائپنگ، ایڈٹنگ، پروف ریڈنگ، کور پیج، ترجمہ، تھیسس، ریسرچ پیپر و غیرہ

صرف متن دیجیے (تصویری یا یونیوڈ)، آپ کو نتیجہ میں ملے گا:

پروفیشنل کور پیج، قواعد و املا کی اغلاط سے پاک تحریر، کلک ایبل فہرست کے ساتھ پرنٹ ریڈی پی ڈی ایف (ایک رنگین، ایک سادہ، ایک ونڈوز سافٹ ویئر کی شکل میں فلپ بک، ایچ ٹی ایم ایل ۵ فلپ بک، ای پب + آپ کی فرمائش!

ادارہ

## سر بکف پبلیکیشنز

WEB: sarbakaf.com | FB: facebook.com/SarbakafGroup

--- تمت بالخير ---

رسالة شهر ربیع الاول ومسؤولیتنا: شاہ محمد زید الباری

کل صفحات: ۶۶

(Including Front & Back Cover)

RISAALATU SHAHRU RABI UL AWWAL WA MAS'OOliyATUNA  
[Rabi-Ul-Awwal Ka Paighaam Aur Hamaari Zimmedariyan]  
by  
Shah Mohammad Zaid Al-Bari

## AUTHOR BIO

NAME	Shah Zaid Al-bari
D.O.B	02-09-1999
PARENT	Mohammad Rafiq Shah
RESIDENCE	Qamarabad, Qamarwari, Srinagar, Kashmir
RELIGIOUS QUALIFICATION	Studying in Nadwatul Ulama, Lucknow –UP
WORLDLY QUALIFICATION	<ol style="list-style-type: none"><li>1. Secondary(10<sup>th</sup>): Iqra Public School, Kashmir</li><li>2. Higher Secondary(12<sup>th</sup>): Govt. Boys Higher Secondary School, Kashmir</li><li>3. Pursuing B.A (first year)</li></ol>
PHONE	9682502823
EMAIL	Zaidalbari2410@gmail.com

SARBAKAF PUBLICATIONS

SARBAKAF.COM

Email: SarbakafGroup@gmail.com

Whatsapp: +91 8956704184